مولانا قاضی اطہر مبارکپوری

مدینہ منورہ میں صنعت پارچہ بافی
عہد رسالت اور عہد صحابہ میں

جزیرۃ العرب اپنے طبعی اور جغرافیائی حالات کی وجہ سے قدیم زمانہ سے غیر صنعتی ملک رہا ہے، ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا ہے۔

العرب ابعد الناس عن الصنائع۔

یہاں کے باشندوں کو صنعت و حرفت سے سروکار نہیں تھا، اور نہ ہی ان کو اس کی ضرورت تھی، آبادی کم تھی اکثر باشندے بداوت کی صحرائی زندگی بسر کرتے تھے جو اپنی مختصر سی ضروریات زندگی پر قناعت کر کے محنتات زندگی سے بے پرواہ تھے، اور آبادیوں میں رہنے والے اپنے تمدنی معیار کے مطابق عام طور سے دوسرے علاقوں کی مصنوعات استعمال کرتے تھے، البتہ ان کے یہاں ضرورت کی بعض صنعتیں تھیں، ان میں سب سے نمایاں صنعت حیاکت و نساجت یعنی پارچہ بافی کی صنعت تھی، جس کا مرکز قدیم زمانہ سے ملک یمن تھا، وہیں سے یہ دستکاری مدینہ منورہ میں آئی اور اطراف و جوانب کے اعرابیوں اور بدوؤں نے بھی اس میں حصہ لیا، اس کے علاوہ بعض معمولی صنعتیں تھیں جیسے یمن اور طائف میں چمڑے کی دباغت اور خیبر میں زرگری وغیرہ۔

پارچہ بافی کا قدیم اور مشہور مرکز یمن

یمن میں تیار ہونے والے اعلیٰ قسم کے کپڑے وہاں کے مختلف علاقوں کی نسبت سے مشہور تھے، خاص طور سے سحول، نجران اور صحار کی چادریں اور کپڑے مثلاً ثوب نسج الیمن، ثیاب سحولیہ، ثیاب صحاریہ، برود یمانیہ، برود نجرانیہ۔

وہاں کے عام باشندوں کا یہی پیشہ تھا، ایک مرتبہ پہلے عباسی خلیفہ ابو العباس سفاح کے دور میں یمن کے قحطانیوں اور حجاز کے عدنانیوں میں مفاخرہ ہوا تو خالد بن صفوان نے اہل یمن کے بارے میں کہا۔

ما اقول لقوم لیس فیھم الا دابغ جلد او ناسج برد[1]

میں ان لوگوں کے متعلق کیا کہوں؟ جن میں صرف چمڑے کی دباغت کرنے والے یا چادر بننے والے ہیں۔

اشعار میں اس کا تذکرہ

اس صنعت کی شہرت کا یہ حال تھا کہ جاہلی شعراء نے اپنے اشعار میں نسج و نساجت اور اس کے لوازم، آلات اور سامان ذکر عام طور سے تشبیہات کے سلسلہ میں کیا ہے اور معلوم ہے کہ جس چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے وہ زیادہ مشہور و معروف ہوتی ہے۔

امرؤ القیس نے اپنے معلقہ کے تین اشعار میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

فتوضح فالمقراۃ لم یعف رسمھا   لما نسجتھا من جنوب و شمأل

جنوبی اور شمالی ہواؤں کے بننے (چلنے) کے باوجود دخول، حومل، توضح اور مقراۃ کے درمیان محبوبہ کے مقام سقط اللوی کا نشان نہیں مٹ سکا ہے۔

فظل العذاری یرتمین بلحمھا   وشحم کھداب الدمقس المفتل

دوشیزائیں میری اونٹنی کے گوشت اور چربی کو ایک دوسری پر پھینکتی رہیں، چربی سفید ریشم کی بٹی ہوئی جھالر کے مانند تھی۔

کأن ذری راس المجیمر غدوۃ   من السیل والاغثاء فلکۃ مغزل

رات بارش کی وجہ سے کوہ مجیمر کی بلند چوٹی صبح کو سیلاب اور خس و خاشاک سے گویا کاتنے کا چرخہ بن گئی تھی۔

---

[1] مروج الذہب ج ۲ ص ۱۸۳،

نابغہ ذبیانی کہتا ہے۔

وعُرّیت مِن مالٍ وخیرٍ جمعته   کما عُرّیت مِمّا تمر المغازل

تم نے جومال و دولت جمع کیا ہے اس سے الگ دیئے جاؤ گے جیسے کتائی کے تکلے دھاگوں سے الگ کر دیئے جاتے ہیں۔

نیز کہتا ہے۔

تکون نعامة طورًا و طورًا   هویّ الرّیح تنسج کل فن

عُیینہ! تم کبھی شتر مرغ بن جاتے ہو اور کبھی تند و تیز ہوا بن کر ڈالیوں کو بنتے ہو (ملاتے ہو)

اور کہتا ہے۔

اتاك بقول هلهل النسج کاذبًا   ولم یات بالحق الذی هوناصح

میرے دشمن نے تم سے جھوٹی بات کہی ہے جس کی بنائی بہت کمزور اور معمولی ہے اور اس نے خیر خواہ بن کر صحیح بات نہیں کہی ہے۔

زہیر بن ابی سلمیٰ نے کہا ہے۔

مکلل باصول البنت تنسجه   ریح خریق لضاحی مائه حُبُكٌ

وہ چشمہ سبزہ زاروں سے تاج پوش بنا رہتا ہے، تند و تیز ہوا اس کو بنتی ہے (اس پر چلتی ہے) تو اس کے کھلے پانی پر راستے بن جاتے ہیں۔

بشیر بن ابی حازم اسدی نے کہا ہے۔

تغیرت المنازل بالکثیب   وعفّیٰ آیها نسج الجنوب

ٹیلے کے مکانات گر پڑگئے اور جنوبی ہوا کی بنائی نے ان کے نشانات مٹا دیئے ہیں۔

لبید بن ربیعہ رضؓ کہتے ہیں۔

فکلفتها رهما کأن نجیره   شقائق نسّاج یؤمّ المناهلا

میں نے اونٹنی کو چوڑے راستہ پر چلایا جو پارچہ باف کے لمبے کپڑے کی طرح ہے

وہ راستہ پانی کے گھاٹوں پر جاتا ہے۔

دُرید بن صمّہ کا قول ہے۔

فجئتُ الیه والرماح تنوشه   کوقع الصیاصی فی النسیج الممدّد

میں اپنے مقتول بھائی کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ نیزے اسکو نوچ رہے تھے جیسے بنے جانے والے لمبے تانے میں ڈھرکیاں چلتی ہیں۔

عمر بن ابو ربیعہ نے کہا ہے۔

وانا المحققون ان لا تردّنا   اقاویل ماسدّوا علینا ولصّقوا

لوگوں نے جن باتوں کا تانا ہمارے خلاف تنا ہے اور انکو ہم پر چپکایا ہے وہ ہم کو مجد و شرف سے ہٹا نہیں سکتی ہیں۔

نیز اس نے کہا ہے۔

لمن الدیارُ کانّهُنّ سطور   تسدّی معالمها الصبا و تُنیر

یہ کس کے دیار و آثار ہیں گویا کہ وہ سطریں ہیں، انکے نشانات کو باد صبا نے تنا ہے اور روشن کیا ہے۔

ابو وھبل جمحی کہتا ہے۔

ولوترکونا لاهدی الله امرهم   ولم یلحموا اقوالًا من الشر ینسج

لاوشك صرف الدهر تفریق بیننا   ولا یستقیم الدهر والدهر اعوج

اگر وہ لوگ ہم کو چھوڑ دیتے، اللہ انکو ہدایت نہ دے۔ اور غلط بات نہ بنتے تو عنقریب زمانہ کا تغیر ہم میں جدائی کر دیتا اور زمانہ یکساں نہیں رہا ہے، اسمیں کجی ہے

طرّماح کا قول ہے۔

تعاوره ریحانِ تنتسجانه   کما اختلفت کفا مفیض باقدح

اس جگہ پر پے در پے جنوبی و شمالی ہوائیں چل کر اسکو بن رہی ہیں جیسے تیر چلانے والے کے دونوں ہاتھ چلتے رہتے ہیں[1]

---

[1] ان اشعار کیلئے ان شعراء کے دوادین، امالی یزیدی اور اساس البلاغۃ وغیرہ ملاحظہ ہو

امثال ومحاورات میں اس کا تذکرہ

عربی زبان کے امثال ومحاورات میں بھی نسیج ونسیج اور نساج کا ذکر ہے مثلاً۔ فلاں نسیج وحدہ، لم ینسج علی منوالہ، الحمر ماالسدیت، ماانت ملحہ ولاسداۃ، قد اسدیت فالحم واسرجت فالجم، اصیٔ مبرمٌ مسدّی مُلحَمٌ، کھدبۃ الثوب، کنسج العنکبوت، نسج الشعر، [1]

مذکورہ بالا اشعار و امثال میں نسج ونساجت اور نسّاج کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیاکت اور حائک کا استعمال کم تھا۔

غزل یعنی کتائی

جامہ بافی کے لئے غزل یعنی کتائی ضروری ہے جو مستقل صنعت کی حیثیت رکھتی ہے، یہ صنعت بھی قدیم زمانہ سے یمن میں پائی جاتی تھی اس میں خاص طور سے عورتوں کا حصہ ہوتا تھا سیل عرم سے پہلے یمن کی خوش حالی کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تخرج المرأۃ وعلی راسھا المکتل	ایک عورت اپنے سر پر ٹوکری لئے
فتعمل بیدیھا ای بمغزلھا وتسیر	اور دونوں ہاتھ سے کتائی کرتی ہوئی درختوں
بین ذلک الشجر فیمتلئ ممایتساقط	کے درمیان چلتی تھی تو گرے ہوئے پھل
من الثمر [2]	سے اسکی ٹوکری بھر جاتی تھی۔

قرآن مجید میں ایک موقع پر غزل یعنی کتائی کا ذکر یوں آیا ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ	اور مت رہو جیسے وہ عورت کہ توڑا اس نے
غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا	اپنا سوت کاتا ہوا محنت کے بعد ٹکڑے ٹکڑے
(سورہ النحل آیت ۹۲)	(ترجمہ شیخ الہند)

---

[1] تاج العروس، اساس البلاغۃ، مادہ نسج۔ [2] وفاء الوفاء ص ۱۹۶/۱

بعض ضعیف احادیث میں عورتوں کے لئے اس کام کو شریف اور اچھا بتایا گیا ہے بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً

عمل الابرار من النساء المغزل	کتائی نیک اور شریف عورتوں کا کام ہے

اور

مروا نساءکم بالمغزل فانہ خیر لھن۔	تم لوگ اپنی عورتوں کو کتائی کا حکم دو، یہ کام ان کیلئے بہت بہتر ہے۔

بعض علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اور کتائی کے فضائل بیان کئے ہیں۔

قبیلۂ انصار اس صنعت کو یمن سے مدینہ لائے جو اعرابیوں تک میں پھیل گئی۔

ایک قول کے مطابق سیل عرم کا حادثہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان یعنی فترت کے زمانہ میں پیش آیا تھا، جس کی وجہ سے یمن کے بہت قبائل شمال کی طرف منتقل ہو گئے، ان ہی میں مدینہ کے انصار کا جد اعلیٰ عمرو مزیقیاء بن عامر ماء السماء بھی تھا اس کی خوش پوشی کا یہ حال تھا کہ روزانہ ایک قیمتی حلہ (جوڑا) پہنکر پھاڑ دیتا تھا اسی لئے اس کو مزیقیاء کہتے تھے، وہ یمن سے نکل کر مقام ثعلبیہ اور ذی قار کے درمیان مقیم ہوا، بعد میں جب اس کی اولاد میں کثرت ہوئی تو مختلف علاقوں میں پھیل گئی، اس کے دو پوتے اوس بن ثعلبہ اور خزرج بن ثعلبہ مدینہ میں آباد ہو گئے وہ اپنے ساتھ غزل و نسج کی صنعت یمن سے لائے اور اس کو ترقی دی حتی کہ بادیہ نشین اعراب نے اس میں حصہ لیا اور وہ اعلیٰ قسم کے کپڑے تیار کرنے لگے جیسا کہ کاتب وحی حضرت زید بن ثابت انصاری نجاری رضی اللہ عنہ کی والدہ نوار بنت مالک انصاریہ نجاریہ ؓ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

رأیت علی الکعبۃ۔ قبل ان الدَ	زید بن ثابت کی پیدائش سے پہلے جبکہ

زید بن ثابت، وانا بہ نسوۃ تعنی حامل۔ مطارف خز خضرا وصُفرا، وکوارًا، واکسیۃً من نسج الاعراب، وشقاقاً من شعرٍ [1]

وہ حمل میں تھے، میں نے کعبہ پر اعرابیوں کی بنی ہوئی بوٹی دار ریشمی سبز و زرد چادریں، رومال کے مصلے اور کپڑے اور بالوں سے بنے ہوئے لمبے لمبے ٹکڑے دیکھے۔

جب عرب کے دیہاتی اور بدوی لوگ اعلیٰ قسم کے رنگ برنگ کے ریشمی کپڑے تیار کرتے تھے اور یہ پیشہ ان میں اتنا ترقی کر چکا تھا تو مدینہ جیسے قدیم اور آباد شہر میں جہاں مالدار اور خوش حال یہودیوں کی بستیاں تھیں اس فن کو کس قدر عروج حاصل رہا ہوگا؟ اس کا اندازہ مشکل نہیں ہے۔

ایک صحابیہ کا اپنے ہاتھ سے بنی ہوئی چادر کا خدمت نبوی میں ہدیہ

اس سلسلہ میں صحیح بخاری کی ایک روایت درج کی جاتی ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

ان امرأۃ جاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببردۃ منسوجۃ فیہا حاشیتہا.... قالت نسجتہا بیدی فجئت لاکسوکہا، فاخذہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم محتاجا الیہا، فخرج الینا، وانہا ازارہ،

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی ہوئی چادر لائی جس میں جھالر تھی اور کہا کہ میں نے اسکو خاص طور سے اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ آپ کو پہناؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو یوں قبول فرمایا جیسے آپکو اسکی ضرورت تھی اور اسکو استعمال کرکے ہمارے پاس تشریف لائے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف لائے تو ایک شخص کو

[1] طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۰۴

بہت اچھی معلوم ہوئی اس نے آپ سے کہا کہ کیا بہترین چادر ہے؟ آپ اس کو مجھے پہنا دیں، آپ اندر تشریف لے گئے اور چادر کو تہ کرکے اس شخص کو دیدی، یہ دیکھ کر اہل مجلس نے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضرورتمند کے طور پر استعمال فرمایا تھا، اور تم کو معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کو واپس نہیں کرتے ہیں، اس پر اس شخص نے کہا کہ واللہ میں نے یہ چادر پہننے کیلئے نہیں مانگی ہے، بلکہ یہ میرا کفن بنے گی، سہل بن سعد کہتے ہیں کہ یہ چادر اس شخص کے کفن میں کام آئی [1]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی اس دستکاری سے تعلق رکھتی رہیں، اور نہایت عمدہ کپڑے تیار کرتی تھیں، اس عورت کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔ لم اقف علی اسمہا یعنی میں اس کے نام سے واقف نہیں ہوسکا [2] شاید اس صحابیہ کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو نجار سے رہا ہو کیونکہ ان میں جامہ بافی کی صنعت عام تھی۔

رسول اللہ ﷺ بنو نجار میں اپنے کپڑے بُنواتے تھے

بنو اوس اور بنو خزرج میں بعد میں بہت سے خاندان مدینہ کے مختلف علاقوں میں آباد ہو گئے، ان ہی میں قبیلۂ اوس کے بنو نجار ہیں جن کے گھرانے قلب مدینہ میں آباد تھے، بنو عامر بن مالک بن نجار مسجد نبوی کے مشرق میں، بنو عدی بن نجار اس کے مغرب میں، بنو مازن بن نجار بئر بضّہ کے جنوب میں، بنو دینار بن نجار بطحان کے علاقہ میں رہتے تھے [3] اوس و خزرج کے دیگر قبائل کے مقابلہ میں بنو نجار مسجد نبوی کے آس پاس

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز، یہ حدیث صحیح بخاری کے مختلف ابواب میں آتی ہے۔

[2] فتح الباری ج ۳ ص ۱۴۳ [3] وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۱۲ و ۲۱۳

رہتے تھے، ان کی بچیاں نغمہ سرائی کرتی تھیں ۔

نحن جوار من بنی نجّار — یا حبّذا محمدٌ من جار

ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں — کیا خوب محمدؐ ہمارے پڑوسی ہیں

یہ لوگ نسیج و نساجت اور پارچہ بافی سے تعلق رکھتے تھے، اور ان کے یہاں بہترین قسم کے حُلّے اور کپڑے بنے جاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور سے قبیلہ بنو نجار میں اپنے حُلّے بنواتے تھے اور ان کے یہاں تشریف لے جاتے تھے ۔

امام سمعانی نے کتاب الاملاء والاستملاء میں روایت کی ہے ۔

کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوبان ینسجان فی بنی النجّار وکان یختلف الیھما، یقول عجلوا بھما علینا نتجمّل بھما فی الناس [۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کپڑے بنی نجار میں بنے جاتے تھے اور آپ انکے یہاں جاکر کہتے تھے کہ انکو جلدی تیار کرد تاکہ ہم انکو پہنکر لوگوں میں آئیں اور بنیں سنوریں ۔

ایک اعرابی کا جنت میں پارچہ بافی کے متعلق سوال

معلوم ہو چکا ہے کہ اعراب اور بدوی لوگ پارچہ بافی کرکے رنگ برنگ کے قیمتی اور ریشمی کپڑے تیار کرتے تھے، چنانچہ اطراف مدینہ کے اعراب بھی اس پیشہ سے تعلق رکھتے تھے خطیب بغدادی نے الفقیہ والمتفقہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ۔

جاء اعرابیٌّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ثیابنا

ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ

۱؎ کتاب الاملاء والاستملاء ص ۲۶ طبع لائڈن، ۱۹۵۲ء ۔

فی الجنة ننسجها بایدینا؟ فضحك القوم، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم مِمّ تضحکون من جاھل یسأل عالماً، لا یا اعرابی، ولکنھا تشقّق عنھا ثمار الجنة [۱]

جنت میں ہم اپنے کپڑوں کو اپنے ہاتھ سے بنیں گے؟ یہ سنکر صحابہ ہنس پڑے تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک جاہل کے عالم سے سوال کرنے پر تم لوگ کیوں ہنس رہے ہو نہیں اے اعرابی، بلکہ وہ جنت کے پھلوں سے نکلیں گے ۔

ایک حدیث میں تانے بانے کا ذکر

قدیم زمانہ میں عام طور سے دو چادریں استعمال ہوتی تھیں اور اس جوڑے کو حُلّہ کہتے تھے، چادر کے دونوں کناروں میں تانے کا کچھ حصہ بغیر بنا ہوا چھوڑ دیا جاتا تھا جس کو بٹ کر جھالر بنا لیتے تھے، اس کو ہدبہ کہتے ہیں جو زینت کے ساتھ چادر کی حفاظت کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے ۔

ان علی کل ھدبة شیطاناً ۔ — ہر جھالر پر شیطان ہوتا ہے

اس حدیث کی شرح میں قاضی حسن بن عبد الرحمٰن بن خلاد رامہرمزی لکھتے ہیں ۔

یقول اجتمعوا ولا تفرقوا وکونوا مثل سدی ولحمة، فانکم اذا تفرقتم کنتم بمنزلة الھدب کان مع کل واحد منکم شیطان یدعوا الی انواع الاختلاف واذا اجتمعتم کنتم بمنزلة

آپ فرماتے ہیں کہ تم لوگ متحد رہو، اختلاف نہ کرو، اور تانے بانے کی طرح ہو جاؤ اگر تم متفرق ہو جاؤ گے تو جھالر کے مانند بن جاؤ گے اور ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان ہوگا جو قسم قسم کے اختلاف کی دعوت دیگا اور متفق رہو گے تو بمنزلہ تانے بانے

۱؎ الفقیه والمتفقه ج ۲ ص ۱۲۷ و ۱۲۸ ۔

السدیٰ واللحمة، مثله قوله المومن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضًا [۱]

کے رہو گے، جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کیلئے بنیاد کے مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط رکھتا ہے۔

حدیث کے ان مختصر الفاظ میں تانے بانے اور ان سے کپڑا بننے کی تمام باتیں آگئی ہیں۔

ایک اور حدیث میں ان باتوں کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔

انما نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الثوب المصمت من حریر فاما العلم وسدی الثوب فلا باس به [۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ٹھوس کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہے جسکا تانا بانا ریشم ہو اور ریشم کی بوٹی اور کپڑے کے ریشم کے تانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رفاعہ بن سموءل قرظی کی بیوی نے اپنے دوسرے شوہر عبدالرحمٰن بن زبیر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا۔

ان مامعه مثل هدبة الثوب

ان کا آلہ تناسل تو الدجھالر کے مانند ہے

حضرت عمر اور صاحبزادے عبداللہ صحابہ کیلئے قیمتی حُلّے بنواتے تھے

بنائی تنائی اور کپڑے کے سلسلے میں احادیث و آثار میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ان سے اچھی طرح واقف تھے اور مدینہ منورہ میں پارچہ بافی ہوتی تھی اور صحابہ اپنے ذوق کے مطابق عمدہ

[۱] المحدث الفاضل بین الراوی والداعی ص۲۶، [۲] ابوداؤد بحوالہ جمع الفوائد ج۱ ص۷۹۵

اور قیمتی حلے بُنوایا کرتے تھے، جن کو خود بھی استعمال کرتے تھے اور اپنے احباب ومتعلقین کو ہدیہ کرتے تھے، مصنف عبدالرزاق میں ہے۔

کان عمر یستنسج بحُلل لاصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبلغ الحلة الف درھم او اکثر من ذلك۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کیلئے حُلّے بُنوایا کرتے تھے، ایک حلّہ (جوڑا) ایک ہزار درہم یا اس سے زیادہ قیمت کا ہوتا تھا۔

صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اپنے والد کی طرح ان کے احباب اور صحابہ کے لئے گراں قیمت حُلّے بُنواتے تھے۔

عن نافع ان ابن عمر کان یصطنع الحُلَل لاصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبلغ الحلة السبع مائه الی الف درھم۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کے لئے حلے تیار کراتے تھے، ایک حُلہ کی قیمت سات سو سے ایک ہزار درہم تک ہوتی تھی۔

دوسری روایت میں ہے۔

عن ابن عمر کان ینھی ان یصبغ بالبول، وکان یستنسج لاصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبلغ الحلة منھا الف درھم او اکثر من ذلك [۱]

حضرت ابن عمر اونٹ وغیرہ کے پیشاب سے رنگنے سے منع کیا کرتے تھے، اور صحابہ کے لئے حُلّے بُنواتے تھے، ایک حلّہ کی قیمت ایک ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہوتی تھی۔

ان گراں قدر اور گراں قیمت جوڑوں کے بارے میں یہ تصریح نہیں ہے کہ کہاں بُنے جاتے تھے مگر قرینہ اور قیاس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبیلہ بنو نجار میں تیار کرائے جاتے تھے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں کپڑے

[۱] مصنف عبدالرزاق ج۱۱ ص۳۸۳، ۳۸۴

تیار کراتے تھے اور تقاضا کرنے جایا کرتے تھے۔

اجلّہ صحابہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے

مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں پارچہ بافی کی صنعت کے عروج و کثرت کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مشاہیر اور اجلّہ صحابہ بزّاز یعنی پارچہ فروش تھے، ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کے بارے میں تصریح کی ہے کہ یہ حضرات بزّاز تھے اور بزّازی کو صناعات الاشراف میں شمار کیا ہے [1]

حضرت ابوایوب انصاری (خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار تیم اللہ) قبیلہ بنو نجار سے ہیں، ان کا مکان مسجد نبوی کے قریب جنوبی علاقہ میں تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں قیام فرمایا تھا ان کے بارے میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پارچہ بافی کرتے تھے، مجھ کو اس کی تصریح کہیں نہیں مل سکی ہے جب کہ ان کے قبیلہ نجار میں یہ کام ہوتا تھا، اس لئے اس کا امکان ہے اگر بعد کی کسی فارسی یا اردو کتاب میں اس کا ذکر ہے تو اس کیلئے مستند حوالہ کی ضرورت ہے۔

مہاجرین میں صنعت پارچہ بافی

انصار کے علاوہ مہاجرین میں بھی پارچہ بافی کا رواج تھا اور اس صنعت میں اکابر صحابہ شریک تھے، حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں اس کے کارخانے اور کارگاہیں تھیں مولانا مناظر احسن گیلانیؒ تدوین حدیث میں لکھتے ہیں۔

”جس گاؤں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا، (عوالی مدینہ میں بنی امیہ بن زید) یہاں آپ کی نگرانی میں کپڑے بننے کی کارگاہیں تھیں سُنح نامی گاؤں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کارخانہ تھا، (تدوین حدیث ص ۳۲ طبع کراچی)

غالباً حضرت عمر اور آپ کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر اپنے ان ہی کارخانوں میں

[1] کتاب المعارف ص ۲۴۹

صحابہ کیلئے گراں قیمت حُلّے تیار کراتے تھے، اور حضرت ابوبکر صدیق بزّاز تھے غالباً وہ بھی اپنے کارخانے کے تیار شدہ کپڑوں کی تجارت کرتے تھے۔

مدینہ منورہ میں ریشمی کپڑے کا بہت بڑا کارخانہ

خلافت راشدہ ہی میں مدینہ منورہ میں رفاہیت وخوشحالی کا دور شروع ہو چکا تھا، اموی خلفا و امراء نے اہل مدینہ کو گراں قدر ہدایا و عطایا اور داد و دہش سے نوازا جس کی وجہ سے معیار زندگی بلند ہو گیا اور خوش خوری و خوش پوشی کا دور آ گیا اور وہاں پارچہ بافی کے بڑے بڑے کارخانے جاری ہو گئے، ریشم کی تجارت ہونے لگی، ریشمی کپڑے تیار ہونے لگے اور ماہر کاریگروں سے کام لیا جانے لگا، اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

امام مالکؒ کے تلمیذ خاص ابو یحییٰ عیسیٰ بن معن بن دینار مدنی متوفی شوال ۱۹۸ھ کثیر الحدیث، ثقہ، ثبت، مامون، محدث و فقیہ تھے، امام مالک کی مجلس درس میں خلیفہ ہارون رشید اور اس کے صاحبزادوں کے لئے موطا کی قراءت انھوں ہی نے کی تھی، امام مالک کے ربیب اور پروردہ تھے، وہ ریشم کے بہت بڑے تاجر اور ریشمی کپڑے کے بہت بڑے کارخانے کے مالک تھے، جہاں بہت سے پارچہ باف کام کرتے تھے، ابن سعد اور قاضی عیاض نے ان کے ذکر میں تصریح کی ہے۔ ”کان یبیع الخز“ یعنی وہ ریشم کی تجارت کرتے تھے، اور یہ کہ

وكان يعالج القزّ بالمدينة ويشتريه، وكان له غلمان حاكة، وكان يشتري، ويلقي اليهم، [1]

وہ مدینہ میں ریشم کا کاروبار کرتے تھے، اور ریشم خریدتے تھے، انکے یہاں بننے والے نوکر چاکر تھے، ریشم خرید کر انکو دیدیا کرتے تھے۔

[1] طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۴۳۷، و ترتیب المدارک ج ۱ ص ۳۶۸

ظاہر ہے کہ مال و دولت کی فراوانی اور خوش خوری و خوش پوشی کے اس دور میں مدینہ منورہ میں اس طرح اور بھی پارچہ بافی کے کارخانے اور فیکٹریاں رہی ہوں گی، تحقیق و تلاش کے بعد ان کا پتہ معلوم ہو سکتا ہے، اس وقت کوفہ، بصرہ وغیرہ میں پارچہ کے بڑے بڑے کارخانے تھے جن میں ماہر کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے، کوفہ میں امام ابو حنیفہ رح ریشم اور ریشمی مصنوعات کے مشہور تاجر تھے اور عیسی بن معن مدنی کی طرح ان کے یہاں بہت سے کاریگر اور مزدور رہتے تھے، ذہبی نے "العبر فی خبر من غبر" میں لکھا ہے۔

له دار كبيرة لعمل الخزّ	ریشم کی بنائی تنائی کیلئے ان کا بہت
وعنده صُنّاع وأُجَراء [1]	بڑا مکان تھا، جہاں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔

عراق کے دونوں شہر کوفہ اور بصرہ علم و علماء کی سرگرمی کے ساتھ طرح طرح کی صنعت و حرفت کا مرکز بن گئے تھے، عجم و عرب کے اختلاط کی وجہ سے خالص عربی تمدن میں عجمی رنگ پیدا ہو گیا تھا، دونوں شہروں میں اعلیٰ قسم کے کپڑوں کے کارخانے اور کاریگر اس صنعت پارچہ بافی میں مشغول تھے جس میں فقہاء، محدثین بھی حصہ لیتے تھے، اسی طرح خورد و نوش، لباس اور دیگر سامان عیش و عشرت مہیا ہو رہے تھے۔

---

[1] العبر ج ۱ ص ۲۱۴۔